روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 29 جنوری 2010ء 13 صفر 1431 ہجری 29 صلح 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 24

چاند، سورج کی خاص منزل

ہندوؤں کی اہم کتاب شریمد بھاگوت پران میں ہے کہ چاند اور سورج پک نشتر (چاند اور سورج کی خاص منزل) میں جمع ہو جائیں گے تب ست یگ (سنہری دور) شروع ہوگا۔

(بھاگوت پران، اشلوك 24 ادھیائے نمبر 2)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

112۔نشان۔ ہمارا ایک مقدمہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں چند موروثی اسامیوں پر تھا مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہوگی میں نے کئی لوگوں کے آگے وہ خواب بیان کی منجملہ اُن کے ایک ہندو بھی تھا جو میرے پاس آمدورفت رکھتا تھا اُس کا نام شرمپت ہے جو زندہ موجود ہے اُس کے پاس بھی میں نے یہ پیشگوئی بیان کردی تھی کہ اس مقدمہ میں ہماری فتح ہوگی بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جس روز اس مقدمہ کا اخیر حکم سنایا جانا تھا ہماری طرف سے کوئی شخص حاضر نہ ہوا اور فریق ثانی جو شاید پندرہ یا سولہ آدمی تھے حاضر ہوئے۔ عصر کے وقت اُن سب نے واپس آکر بازار میں بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا۔ تب وہی شخص (۔) میں میرے پاس دوڑتا آیا اور طنزاً کہا کہ لو صاحب آپ کا مقدمہ خارج ہوگیا۔ میں نے کہا کہ کس نے بیان کیا اُس نے جواب دیا کہ سب مدعا علیہم آگئے ہیں اور بازار میں بیان کر رہے ہیں۔ یہ سُنتے ہی میں حیرت میں پڑ گیا کیونکہ خبر دینے والے پندرہ آدمی سے کم نہ تھے اور بعض اُن میں سے مسلمان اور بعض ہندو تھے۔ تب جو کچھ مجھ کو فکر اور غم لاحق ہوا اُس کو میں بیان نہیں کرسکتا وہ ہندو تو یہ بات کہہ کر خوش خوش بازار کی طرف چلا گیا گویا (۔) پر حملہ کرنے کا ایک موقعہ اُس کو مل گیا مگر جو کچھ میرا حال ہوا اُس کا بیان کرنا طاقت سے باہر ہے عصر کا وقت تھا میں (۔) کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور دل سخت پریشان تھا کہ اب یہ ہندو ہمیشہ کے لئے یہ کہتا رہے گا کہ کس قدر دعویٰ سے ڈگری ہونے کی پیشگوئی کی تھی اور وہ جھوٹی نکلی۔ اتنے میں غیب سے ایک آواز گونج کر آئی اور آواز اس قدر بلند تھی کہ میں نے خیال کیا کہ باہر سے کسی آدمی نے آواز دی ہے آواز کے یہ لفظ تھے کہ ڈگری ہوگئی ہے .... ہے! یعنی کیا تو باور نہیں کرتا۔ تب میں نے اُٹھ کر (۔) کے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آدمی نہ پایا۔ تب یقین ہوگیا کہ فرشتہ کی آواز ہے۔ میں نے اُس ہندو کو پھر اُسی وقت بلایا اور فرشتہ کی آواز سے اُس کو اطلاع دی مگر اُس کو باور نہ آیا صبح میں خود بٹالہ کی تحصیل میں گیا اور تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام ایک شخص تھا وہ اُس وقت ابھی تحصیل میں نہیں آیا تھا اُس کا مثل خواں متھرا داس نام ایک ہندو موجود تھا میں نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہوگیا؟ اُس نے کہا کہ نہیں بلکہ ڈگری ہوگئی میں نے کہا کہ فریق مخالف نے قادیان میں جاکر یہ مشہور کردیا ہے کہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے اُس نے کہا کہ ایک طور سے انہوں نے بھی سچ کہا ہے، بات یہ ہے کہ جب تحصیلدار فیصلہ لکھ رہا تھا تو میں ایک ضروری حاجت کے لئے اس کی پیشی سے اُٹھ کر چلا گیا تھا۔ تحصیلدار نیا تھا اُس کو مقدمہ کی پیش و پس کی خبر نہ تھی فریق مخالف نے ایک فیصلہ اُس کے روبرو پیش کیا جس میں موروثی آسامیوں کو بلا اجازت مالک کے اپنے اپنے کھیتوں سے درخت کاٹنے کا اختیار دیا گیا تھا تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکھ کر مقدمہ خارج کردیا اور اُن کو رخصت کردیا۔ جب میں آیا تو تحصیلدار نے وہ فیصلہ مجھے دیا کہ شامل مثل کرو جب میں نے اُس کو پڑھا تو میں نے تحصیلدار کو کہا کہ یہ تو آپ نے بڑی بھاری غلطی کی کیونکہ جس فیصلہ کی بناء پر آپ نے یہ حکم لکھا ہے وہ تو اپیل کے محکمہ سے منسوخ ہوچکا ہے مدعا علیہم نے شرارت سے آپ کو دھوکہ دیا ہے اور میں نے اُسی وقت محکمہ اپیل کا فیصلہ جو مثل سے شامل تھا اُن کو دکھلا دیا۔ تب تحصیلدار نے بلا توقف اپنا پہلا فیصلہ چاک کردیا اور ڈگری کردی یہ ایک پیشگوئی ہے کہ ایک ہندوؤں کی جماعت اور کئی مسلمان اس کے گواہ ہیں اور وہی شرمپت اس کا گواہ ہے جو بہت خوشی سے یہ خبر لے کر میرے پاس آیا تھا کہ مقدمہ خارج ہوگیا (۔) خدا کے کام عجیب قدرتوں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس پیشگوئی کی تمام وقعت اس سے پیدا ہوئی کہ ہماری طرف سے کوئی حاضر نہ ہوا اور تحصیلدار نے غلط فیصلہ فریق ثانی کو سنا دیا دراصل یہ سب کچھ خدا نے کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خاص عظمت اور وقعت پیشگوئی میں ہرگز پیدا نہ ہوتی۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 ص 272)

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ برائے سال 2010ء کیلئے داخلہ فارم یکم جون تا 31 جولائی 2010ء مدرسۃ الحفظ سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ داخلہ فارم مکمل کرنے کے بعد مدرسۃ الحفظ میں جمع کروانے کی آخری تاریخ 31 جولائی 2010ء ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد کوئی فارم وصول نہیں کیا جائے گا۔ نامکمل فارم پر کارروائی ممکن نہیں ہوگی۔

فارم کے ہمراہ مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ لف کریں۔

1۔ برتھ سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی
2۔ پرائمری پاس سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی

(انٹرویو کے وقت دونوں اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہیں)

نوٹ: فارم پر صدر جماعت / امیر جماعت کی تصدیق ضروری ہے۔

اہلیت:

1۔ امیدوار کیلئے ضروری ہے کہ 31 جولائی 2010ء تک اس کی عمر بارہ سال سے زائد نہ ہو۔
2۔ امیدوار پرائمری پاس ہو۔
3۔ امیدوار نے قرآن کریم ناظرہ صحت تلفظ کے ساتھ مکمل پڑھا ہو۔

انٹرویو

ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 7 / اگست کو صبح 6:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔

بیرون ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 8 اور 9 / اگست کو صبح 6:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔

انٹرویو کیلئے امیدواران کی لسٹ مورخہ 5 / اگست کو دارالضیافت کے استقبالیہ میں اور مدرسۃ الحفظ کے گیٹ پر آویزاں کردی جائے گی۔ تمام امیدواران سے درخواست ہے کہ انٹرویو کے لئے آنے سے قبل اس بات کی تسلی کرلیں کہ ان کا نام لسٹ میں شامل ہے۔ نیز مقررہ وقت پر تشریف لائیں۔

باقی صفحہ 8 پر

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 563

مصطفوی سپریم کورٹ کا اولین اور مقدس بنیادی اصول

1۔ اسداللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالب سے مروی ہے۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو عامل بنا کر یمن بھیجا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ مجھ کو حاکم بنا کر بھیج رہے ہیں۔ میں نوجوان ہوں اور حکومت کرنے کا طریقہ بھی مجھے معلوم نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی راہنمائی کرے گا اور تیری زبان کو محکم رکھے گا۔ پھر فرمایا۔ جب تک دو شخص کوئی معاملہ لے کر تیرے پاس آئیں تو پہلے کے حق میں اس وقت تک فیصلہ نہ کر جب تک دوسرے کا بیان نہ سن لے کیونکہ اس کا بیان تجھے فیصلہ کرنے میں مدد دے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی کسی معاملے کا فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا۔

2۔ صحابی رسولؐ حضرت ''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن روانہ فرمایا تو دریافت کیا۔ جب تمہارے پاس کوئی فیصلہ آئے گا تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ فرمایا اگر کتاب اللہ میں اس بات کو نہ پاؤ تو؟ عرض کیا سنت رسول کے مطابق۔ فرمایا اگر سنت رسول میں بھی وہ بات نہ ملے۔ فرمایا اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوتاہی نہ کروں گا۔ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے رسول کو اس امر کی توفیق دی کہ اس سے اللہ کا رسول راضی ہو۔''

(ابوداؤد کتاب الاقضیہ اجتہاد الرای فی القضا۔ ترمذی کتاب الاحکام)

طلاقت لسانی سے غلط فیصلہ کرانے والا وکیل اور موکل

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایک انسان ہوں اور تم اپنے جھگڑے لے کر میرے پاس آتے ہو اور تم میں سے ممکن ہے کہ کوئی شخص ایسا ہو جو دلیل کے ساتھ خوب تقریر کر سکے اور میں اس بیان پر حکم دیتا ہوں جو سنتا ہوں۔ پس جس شخص کے حق میں فیصلہ کروں کسی ایسی چیز کا جو اس کے بھائی کی ہو وہ اس کو نہ لے۔ ایسی صورت میں گویا اس کے لئے دوزخ کی آگ کے ایک ٹکڑے کا فیصلہ کرتا ہوں۔

(مسلم و بخاری کتاب الاحکام)

قاضیوں کو انتباہ

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ قضا کا منصب تین قسم کا ہوتا ہے۔ جن میں سے ایک جنت میں اور دو دوزخ میں جاتے ہیں۔ جنت میں وہ قاضی جائے گا جس نے حق کو پہچانا اور حق کے ساتھ فیصلہ کیا اور جس نے حق کو پہچانا اور فیصلہ میں ظلم کیا وہ دوزخ میں جائے گا اور جس نے لوگوں کے درمیان اپنی جہالت سے فیصلہ کیا اور حق کو نہ پہچانا وہ بھی دوزخ میں جائے گا۔''

(ابوداؤد باب فی القاضی تخطی۔ ترمذی کتاب الاحکام)

ایک اور موقعہ پر بتایا

جب قاضی فیصلہ کرنے لگے تو اجتہاد کرے اگر اس کا فیصلہ حق بجانب ہوگا تو اسے دوہرا ثواب ملے گا اور اگر کوشش کے بعد فیصلہ میں غلطی ہوئی تو وہ ایک اجر کا مستحق قرار پائے گا۔ (ابوداؤد کتاب الامارہ)

حصول اقتدار اور منصب عدالت کی خواہش یا پراپیگنڈہ

1۔ ''حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں اور میرے چچا کے دو بیٹے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ یا رسول اللہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے حاکم و والی بنایا ہے تو ہم کو بھی کسی عہدہ پر فائز کر دیجئے۔ دوسرے آدمی نے بھی اسی قسم کی خواہش ظاہر کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ خدا کی قسم ہم امور دین و شریعت کا والی اس شخص کو مقرر نہیں کرتے جو ہم سے ولایات کا طالب ہو اور نہ اس شخص کو جو اس کی حرص رکھتا ہو۔''

2۔ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص منصب قضاء کا خواستگار ہو۔ بادشاہ یا خلیفہ سے اس کو طلب کرے۔ وہ گویا اپنے آپ کو اس منصب کے حوالہ کر دیتا ہے اور جس شخص کو جب منصب جبراً دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لئے فرشتہ بھیج دیتا ہے جو اس کے کاموں کو درست رکھتا ہے۔'' (ابوداؤد کتاب الاقضیہ۔ ترمذی کتاب الاحکام)

اگر دنیا بھر کے دانشور اور سیاسی لیڈر نبیوں کے رہنما اور مقصود کائنات کے ان احکام کو مان لیں تو نہ صرف بنی نوع انسان کی معاشی، اخلاقی اور سیاسی مشکلات فی الفور حل ہو سکتے ہیں بلکہ یہ دنیا جو اب جہنم کا نظارہ پیش کر رہی ہے ارضی بہشت میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

قادیان دارالامان کی یاد

قادیان دارالامان میں طالب علمی کا زمانہ 35-1934ء کی یادیں

وہ بستی اقدس وہ مکیں کیسے بھلاؤں
وہ مہدی دوراں کی زمیں کیسے بھلاؤں

جس بستی میں گزرا میرے بچپن کا زمانہ
اس دور کے لمحاتِ حسیں کیسے بھلاؤں

مینارۂ بیضا سے ...... سنتا ہوں اب بھی
پنجوقتہ نمازوں کا امیں کیسے بھلاؤں

وہ منبر و محراب وہ اقصیٰ کی فضاء میں
اور ہالے میں وہ ماہ مبیں[1] کیسے بھلاؤں

وہ مجلس عرفان اور وہ بیت مبارک
اس بیت کا وہ شاہ نشیں کیسے بھلاؤں

اشکوں کا وہ اک سیلِ رواں بیت دعا میں
پہنچا ہو تا عرشِ بریں کیسے بھلاؤں

وہ آخری آرام گہ اہل وصیت
وہ روضۂ فردوس نشیں کیسے بھلاؤں

انسان کی صورت میں فرشتوں کے نظارے
وہ شیر علی[2] حامی دیں کیسے بھلاؤں

وہ شام و سحر اسود و احمر کی ضیافت
وہ میرِ ضیافت[3] کی جبیں کیسے بھلاؤں

وہ مدرسہ جس نے مجھے انسان بنایا
رہتا ہے سدا دل کے قریں کیسے بھلاؤں

وہ کھیل کے میدان سے ...... کو لپکنا
وہ لذتِ سجدات جبیں کیسے بھلاؤں

وہ موردِ انوار[4] وہ ساتھی مرا ہمدم
وہ شام و سحر درثمیں کیسے بھلاؤں

وہ موسم گرما میں لب جو کے نظارے
وہ جان جہاں مردِ حسیں[5] کیسے بھلاؤں

کس کس کی حسیں یاد ہے شبیر کے دل میں
میں جن کو بھلا سکتا نہیں کیسے بھلاؤں

چوہدری شبیر احمد

1 حضرت مصلح موعود 2 حضرت مولوی شیر علی صاحب 3 حضرت میر محمد اسحٰق صاحب 4 صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب 5 حضرت مصلح موعود

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع: ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 5 روپے

مکرم مجید احمد سیالکوٹی صاحب

حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم

سیدنا حضرت مسیح موعود کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک نابغہ روزگار نامور کہنہ مشق محقق، مؤرخ، ادیب، جید عالم، بے مثل شعلہ بیان مقرر انتھک محنتی واقف زندگی، دعاگو بزرگ، نافع الناس وجود اور ایک سچے عاشق خلافت احمدیت کی المناک وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ میں جو کچھ بیان فرما چکے ہیں اور جسے MTA پر ناظرین سن چکے ہیں وہ ایک ایسا کمال اعزاز ہے جو حضرت مولانا دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت کی شان اور مقام کو ہمیشہ بڑھاتا رہے گا اور ان کی روح اپنے محبوب آقا کے تعریفانہ کلمات سے ہمیشہ فخر اور تسلی پاتی رہے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی اس عظیم فدائی خادم دین اور سلطان نصیر کو کئی بار اسناد خوشنودی عطا فرما چکے ہیں۔

حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب کے غیر معمولی کارہائے نمایاں کی فہرست طویل ہے جو تاریخ احمدیت کی زینت بن چکی ہے۔ ان کے علمی و تاریخی مضامین، پُرشوکت تقاریر اور روح پرور دروس سلسلہ کے اخبارات، رسائل میں محفوظ کئے جا چکے ہیں جن کی تاثیر سے مستقبل کے مؤرخین روشنی حاصل کرتے رہیں گے۔ مولانا صاحب کے کئی پروگراموں کو کیمرہ کی آنکھ نے عکس بند کیا ہے۔ جنہیں MTA چینل گاہے بگاہے آفادۂ عام کے لئے پیش کرتا رہے گا اور اس عالم بے بدل سے اک عالم فیض پاتا رہے گا اور علم کا یہ روشن چراغ اپنی ضیاء پاش کرنوں سے زمانے پر اجالا کرتا رہے گا۔

حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب سے خاکسار کی واقفیت ایک حادثہ کے موقعہ پر ہوئی۔ ہوا یوں کہ 1962ء میں مولانا صاحب کے حقیقی بھائی صادق محمد صاحب جو جامعہ احمدیہ ربوہ کے ہاسٹل کے ڈارمیٹری روم جس میں ہم چار طلباء رہتے تھے۔ اچانک سر چکرانے سے ایک ستون کی نوک سے ٹکرا گئے اور غش کھا کر گر پڑے سر میں شدید چوٹ کے باعث خون آلود ہو گئے۔ ہم سب یہ حادثہ دیکھ کر سہم گئے اور صادق کے لئے چارہ جوئی کرنے لگے۔ اتنے میں کسی ہمدرد نے مولانا صاحب کو گھر اطلاع کر دی اور وہ فوراً ہاسٹل میں جائے حادثہ پر صادق کے پاس پہنچ گئے اور ہم سب صادق کو فضل عمر ہسپتال مرہم پٹی کے لئے لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا، طبیعت سنبھل گئی اور صادق نارمل ہو گئے۔ اس موقعہ پر مولانا صاحب ہم سب کے شکر گزار ہو گئے۔ حالانکہ یہ ایسی کوئی بڑی خدمت نہ تھی ہم سب ہی صادق کو زخمی حالت میں دیکھ کر پریشان تھے اور ہمارا فرض بھی تھا کہ اس حالت میں ہم ہر ممکن طبی مدد کرنے اور تکلیف دور کرنے کی کوشش کرتے۔ تاہم مولانا صاحب کا اس وقت ہم سب سے شفقت و محبت کا سلوک اور اس انسانی ہمدردی پر بار بار شکریہ ادا کرنا ہم پر ایک گہرا انمٹ نقش چھوڑ گیا اور ایک ایسا درس دے گیا جس کی یاد اب تک تازہ اور زندہ ہے۔

حضرت مولانا صاحب سے یہ پہلا تعارف آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ ساتھ ایک گہرے تعلق میں تبدیل ہو گیا جو جماعتی خدمات کے بجالانے میں مددگار ثابت ہونے لگا۔ مولانا صاحب سے خاکسار کو براہ راست واسطہ اس وقت پڑا جب خاکسار کو جامعہ احمدیہ کی طرف سے ''حضرت مسیح موعود کے سفر دعویٰ سے قبل کے عنوان پر'' ''شاہد'' کے لئے مقالہ لکھنے کی چٹھی ملی۔ مولانا صاحب کو اس مقالہ کا نگران اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ خاکسار یہ چٹھی لے کر راہنمائی کے لئے مولانا صاحب کے دفتر جو بیت مبارک ربوہ سے ملحقہ قصر خلافت لائبریری کے ایک کونے میں واقع تھا حاضر ہوا۔ چٹھی پڑھ کر آپ کا چہرہ تو بشاشت سے چمک اٹھا لیکن ان کا جواب کہ میں آپ کے لئے کچھ نہیں کرسکتا جو کچھ کرنا اور لکھنا ہے آپ نے خود کرنا ہے سن کر میں گھبرا گیا اور منہ لٹک گیا۔ پھر میری طرف دیکھ کر حسب عادت پُرشوکت آواز میں فرمایا۔ تم مجاہد ہو، فکر نہ کرو تم یہ کام کرلو گے۔ اللہ کا نام لے کر دعا کے ساتھ ابھی سے مقالہ کے عنوان پر کام شروع کردو۔ لیکن میں پھر سے بتائے دیتا ہوں کہ تمہیں یہ سارا کام خود ہی کرنا ہے۔ میں تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔ اپنی مدد آپ کرو، حوصلہ رکھو، مطالعہ اور محنت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ مولانا کچھ تو راہنمائی فرمائیں۔ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ مطالعہ، نہ کتابیں، نہ معلومات اور نہ ہی بجٹ وغیرہ۔ آپ میری حالت اور کیفیت کو سمجھ گئے اور فرمانے لگے جاؤ پھر کسی روز آنا، خود سوچو اور مجھے بھی سوچنے کا وقت دو۔ لیکن میری یہ بات پلے باندھ لو کہ میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا تم نے یہ بوجھ خود ہی اٹھانا ہے۔ میں جانے کے لئے اٹھا تو فرمانے لگے کہ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھو۔ اصل مواد کا منبع و ماخذ یہی خزائن ہیں۔ پھر کئی لائبریریوں کے نام لے دیئے کہ وہاں جاؤ اور اس زمانہ کے احوال تلاش کرو۔ اسی طرح جماعتی پرانے اخبار بدر اور الحکم دیکھو۔ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب کی کتب پڑھو۔ غیر مطبوعہ روایات کے رجسٹر خلافت لائبریری سے مل جائیں گے وہ ضرور پڑھو۔ ہاں ان شہروں اور دیہاتوں میں بھی جاؤ جہاں حضرت مسیح موعود تشریف لے جاتے رہے ہیں۔ سب سے پہلے تم اپنے شہر سیالکوٹ سے معلومات اکٹھی کرو، وہاں کی عدالت میں شاید اس زمانہ کا ریکارڈ ہوگا جس میں حضرت مسیح موعود نے کام کیا ہے۔ وہاں کے رفقاء سے روایات اکٹھی کرو۔ حضرت مسیح موعود کی ڈائریاں بغور مطالعہ کرو اور رفقاء کرام سے ملو اور نوٹ لیتے رہو۔ مولانا صاحب نے نہ نہ کرنے کے باوجود بھی مجھے اتنی Direction دے دیں اور راہنما اصول بتادیئے کہ جو میرے لئے دوسال تک کے لئے کافی تھے۔

جاتے جاتے پھر فرمانے لگے کہ جو بھی لکھو اس کا سال، تاریخ، راوی کا مکمل پتہ سفر میں رونما ہونے والا واقعہ اور اس کا اثر، سفر کا مقصد، وفد کے ساتھیوں کے نام ہو سکے تو تصاویر بھی جمع کرلینا اور ہاں جتنا کام ہوتا جائے وہ مجھے دکھا دیا کرو۔

محترم مولانا صاحب نے پہلے تو میرے پاؤں تلے سے زمین نکال دی اور مجھے خوفزدہ کر دیا لیکن فوراً ہی مجھے اس حالت سے نکالا اور صحیح راہنمائی فرما کر حوصلہ دیا اور اعتماد بحال کر دیا اور میں خوشی خوشی واپس اپنے ہاسٹل پہنچا۔ خدا تعالیٰ کا شکر بجالایا جس نے یہ مہربان نگران دیا۔ خاکسار نے ان کی سنہری ہدایات پر عمل پیرا ہو کر دعا کے ساتھ اپنی بساط اور طاقت کے مطابق کوشش کی اور وقت پر مقالہ پیش کر دیا۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ ممتحن بھی مولانا صاحب ہی مقرر ہوئے اور دوسرے ممتحن استاذی المکرّم نورالحق تنویر صاحب تھے دونوں نے فرسٹ ڈویژن میں کامیاب قرار دے دیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ مولانا صاحب کی شفقت و پیار اور راہنمائی کا نتیجہ تھا۔ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب سے ایک للّٰہی تعلق بڑھتا گیا۔ 1971ء میں خاکسار ڈیرہ غازی خان میں بطور مربی سلسلہ خدمات بجالانے لگا۔ وہاں کے لوکل اخبار ''غرب'' میں میرے مضمون چھپنے لگے تو مولانا صاحب ان کو دیکھ کر حوصلہ افزائی فرماتے اور حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم بھی راہنمائی فرماتے۔ ان دونوں بزرگوں کی سیرت کا یہ پہلو بڑا نمایاں تھا کہ نئے ناتجربہ کار واقفین زندگی کو شاباش دے کر ان کے عزم اور حوصلہ کو بلند کرتے تاکہ کل کو یہ سلسلہ کے لئے مفید ثابت ہوں۔

1977ء میں خاکسار مغربی افریقہ میں خدمات سلسلہ بجالانے کے بعد واپس مرکز ربوہ پہنچا تو مولانا صاحب بعض اوقات حوالوں کو ضبط تحریر میں لانے کا کام خاکسار کو دیتے رہے اور کچھ عرصہ بعد ایک دن فرمانے لگے کہ جامعہ احمدیہ سے شاہد کلاس کے طلباء کے 4 مضامین کے پرچے مارکنگ کے لئے میرے پاس آئے ہیں۔ کام زیادہ ہے تم اس سلسلہ میں میری مدد کرو۔ میں نے عرض کیا پہلے تو مجھے وہ Question Papers دیں۔ پھر ان کے جوابات کے متعلق بھی راہنمائی فرمائیں۔ پھر مارکنگ کرلوں گا۔ فرمانے لگے۔ ٹھیک ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مجھے اس کا یہ فائدہ ہوا کہ ایک بار پھر سے سارا کورس دہرانا پڑا۔ اس کے بعد بڑی احتیاط سے پرچوں کی مارکنگ کی۔ فہرستیں تیار کر کے نتیجہ پیش کیا۔ نتیجہ میں دو تین طلباء تھوڑے تھوڑے نمبروں کی کمی سے کامیاب نہیں ہو پا رہے تھے۔ اس نتیجہ کو دیکھ کر مولانا صاحب کو سخت فکر لاحق ہو گئی۔ انہوں نے دوبارہ افسران متعلقہ سے رابطہ کیا اور تازہ ہدایت لی اور مجھے فرمایا کہ وہ پرچے دوبارہ دیکھو اور ممکن ہو تو گنجائش نکالو۔ کیونکہ ان کا یہ آخری سال کا امتحان ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میدان عمل میں تجربوں سے گزر کر خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔ چنانچہ ہم نے دوبارہ مارکنگ کی تو جو دو تین طلباء چند نمبروں سے رہ رہے تھے وہ بھی کامیاب قرار پائے۔ اس میں مولانا صاحب کی ہمدردانہ سوچ کا دخل تھا۔

ان کو کسی کو خوشی دے کر خوشی محسوس ہوتی تھی۔ ایسے فراخ دل ہمدرد انسان کم کم ہی دیکھے ہیں۔ ہم نے چند سالوں بعد ہی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ وہ طلباء جو تھوڑے نمبروں کی کمی سے ناکام دکھائی دیتے تھے وہ میدان عمل میں مختلف ممالک میں جا کر غیر معمولی رنگ میں کامیاب ثابت ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور کرم ہے جسے چاہتا ہے خدمت دین کی مقبول خدمت کی سعادت عطا فرماتا ہے۔ اب سوچتا ہوں تو مولانا صاحب کی خداداد بصیرت کو داد دینی پڑتی ہے۔ وہ حقیقتاً ایک فرشتہ سیرت انسان تھے۔ وہ جو جماعت کے ردی کاغذ کی بھی حفاظت کرتے تھے تو وہ جماعت کے واقفین کے لئے کیا کچھ نہ سوچتے ہوں گے؟ انہوں نے جو سوچا ٹھیک سوچا اور جو کیا درست کیا۔

خاکسار 1993ء میں رخصت پر لندن سے ربوہ گیا تو حسب معمول اپنے دوسرے بزرگوں اور دوستوں سے ملاقات کے بعد ایک روز مولانا صاحب کے گھر بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ مقصد تھا کہ مولانا صاحب کی بیگم مرحومہ کی تعزیت کروں۔ مولانا صاحب حسب معمول اپنی دینی مہمات میں مشغول تھے۔ ابھی تعزیت کا اظہار کر رہا تھا کہ مولانا صاحب اس غم کی کیفیت کو بدلنے کے لئے مجھے اپنی ذاتی لائبریری جو گھر میں ہی بڑی محنت سے بنائی ہوئی ہے۔ دکھانے لے گئے اور ساتھ ساتھ حسب عادت ہلکا پھلکا مزاح بھی کرنے لگے تاکہ طبیعت بہل جائے اتنے میں دیکھا کہ ان کے دروازہ پر 5,4 لوگ حاضر ہیں اور مولانا صاحب سے ملنے کے خواہشمند ہیں۔ یہ وہ اسیران راہ مولیٰ تھے جو گوجرانوالہ میں زمانہ اسیری اور مقدمہ میں آپ کے ساتھی تھے۔ مولانا صاحب کو یہ زیادہ عزیز تھے اور ان کو وقت دینا ضروری تھا۔ مولانا صاحب ان کی قدردانی اور مہمان نوازی میں مشغول ہو گئے اور خاکسار اجازت لے کر الوداع ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1981ء کے اواخر میں خاکسار کی تقرری بطور مربی سلسلہ F8/3 اسلام آباد میں واقع کوٹھی بیت الفضل کے لئے فرمائی۔ ایک روز مولانا دوست محمد شاہد صاحب اپنے کسی نجی

دورے پر اپنے عزیزوں کو ملنے راولپنڈی تشریف لائے اور وہاں سے کچھ وقت بچا کر بیت الفضل کی تاریخی بلڈنگ جو حضور انور کی رہائش گاہ تھی کو دیکھنے کے لئے بھی تشریف لائے۔آپ کو دیکھ کر ہمیں بے حد خوشی ہوئی۔ چائے وغیرہ تیار کرنے کا صدیق (ملازم) کو کہا گیا تو فرمانے لگے ایسے تکلف کی ہرگز ضرورت نہیں ہے تم چونکہ اس ٹیلیفون کی ایک اہم ڈیوٹی پر مصروف ہو۔ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں۔بس کوٹھی میں تم لوگوں کو ڈیوٹی پر دیکھ لیا ہے۔تم نے اچھا کیا ہے۔پیغام رسانی کا ریکارڈ رکھا ہوا ہے۔ایک مجاہد کا یہی کام ہے کہ وہ مورچہ سنبھالے رکھے اور Coordination کا فرض ادا کرے۔میں نے عرض کیا کہ آپ نے کھڑے کھڑے چند منٹوں میں ہی کیسے بھانپ لیا ہے۔فرمانے لگے مجھے معلوم ہے کہ حضور انور کو ان دنوں بیت بشارت سپین کی تعمیر و تکمیل کی اک دھن لگی ہوئی ہے اس سلسلہ میں امریکہ، یوکے، یورپ اور سپین کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ یہ بہت بڑا تاریخی کام ہو رہا ہے جس سے دین حق کا بول بالا ہوگا۔مولانا صاحب چند منٹوں میں ہی بیت الفضل کے ماحول کی Observation کر کے واپس تشریف لے گئے اور ہمیں حکیمانہ انداز میں فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ بھی دلا گئے کہ خلیفہ وقت کے پیغامات کو پہنچانا انسان کی کتنی بڑی خوش قسمتی ہے۔اس مختصر ملاقات میں مولانا صاحب کی سیرت کا یہ پہلو نمایاں ہوا کہ جماعتی ڈیوٹی پر متعین کارکن کے کام میں مخل نہیں ہونا چاہئے۔مولانا صاحب اپنے عمل سے ہمیں خوش بھی کر گئے اور ایک اہم سبق بھی دے گئے۔مولانا صاحب ایسی شخصیت تھے کہ جن کو مل کر محسوس ہوتا تھا کہ انسان پر ایک نیک اثر ہو رہا ہے اور کچھ حاصل ہو رہا ہے۔کسی نے سچ کہا ہے۔ ع

صحبت صالح ترا صالح کنند

غالباً 85-1984ء کی بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب کو لندن بلوایا۔خاکسار نے ایک دن مولانا صاحب سے عرض کی کہ دفتر PS میں حضور انور کی خدمت میں عربی خطوط بھی آنے شروع ہوگئے ہیں۔آپ براہ کرم چند ایک عربی زبان میں دعائیہ خطوط کے جوابات بطور نمونہ تیار کر دیں تاکہ ہم حضور انور کی منظوری سے اسی طرز کے جواب تیار کر کے حضور انور سے دستخط کروا کر بھجوا دیا کریں۔

مولانا صاحب نے اس کام کو اپنے لئے سعادت جانا اور چند نمونے تیار کروائے ورنہ اتنا بڑا انسان ہمیں انکار بھی کر سکتا تھا کیونکہ ان کو تو پہلے سے ہی حضور نے بیشمار کام سپرد کئے ہوئے تھے۔

ان دنوں ہنگامی بنیادوں پر ہی کام ہوتا تھا۔محترم محمد عیسیٰ صاحب مرحوم اور خاکسار سب سے ہی مدد لیتے تھے۔ تاہم مولانا صاحب کے متعلق بتانے کا مقصد یہ ہے کہ مولانا صاحب نے اس طرح PS آفس لندن میں عربی خطوط کے چند نمونے تیار کرنے کو سعادت جانا اور ہمیں بھی بتایا کہ ابھی سٹاف کم ہے۔ ہنگامی حالات ہیں جیسے بھی ہو کام کرتے چلے جاؤ۔خدا تعالیٰ توفیق دے گا۔

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو

ایک دن کسی کا نکاح ہونا تھا اور وہ بھی بیت الفضل لندن میں حضور انور کی موجودگی میں۔محترم عیسیٰ صاحب مرحوم کو کسی نکاح خواں کی تلاش تھی تو ہمیں مولانا صاحب سے بہتر کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔عیسیٰ صاحب نے منظوری کے لئے مولانا صاحب کے نام کی درخواست کر دی جو منظور ہوگئی۔مولانا صاحب نے حضور انور کی موجودگی میں خطبہ نکاح پڑھایا اور نکاح کا اعلان کیا۔آپ کی آواز اس چھوٹی سی بیت الذکر میں ایسے گونج رہی تھی جیسے جلسہ سالانہ کی تقریر ہو رہی ہو۔ لاؤڈ سپیکر کی آواز کم کئے جانے کے باوجود آواز بلند ہو رہی تھی۔نئی نسل کے بچوں کے لئے تو یہ عجیب تجربہ تھا لیکن مولانا صاحب کی آواز کی اک اپنی شان و شوکت تھی۔ مولانا صاحب کو یہ خوشی تھی کہ حضور انور کی موجودگی میں ایسی تاریخی بابرکت بیت الذکر جس میں تین خلفاء احمدیت نمازیں پڑھا چکے ہوں۔ وہاں انہیں نکاح کے اعلان کی سعادت مل گئی ہے۔

آخر میں خاکسار اپنے معزز قارئین سے ایک انتہائی ضروری بات کہنا چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ مولانا صاحب کی دینی خدمات اور کامیابیوں کا راز ان کی باہمت، وفا شعار، صابرہ شاکرہ بیگم مرحومہ کا بھی ہے جنہوں نے مولانا صاحب موصوف کو ہر ہر لمحہ خدمت دین میں صرف کرنے کا موقعہ دیئے رکھا اور عام خواتین کی طرح اپنی مرضی اور مطالبہ اور بے جا حق ان پر نہیں ٹھونسا اور ان کے دینی امور کو بڑے سکون اور دلجمعی سے ان کی مرضی کے مطابق کرنے کا موقعہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نیک دل خاتون کی اس قربانی کا صلہ نیک اولاد کی صورت میں عطا فرمایا۔

اے پروردگار دو عالم! تو مولانا صاحب کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرما اور ان کی ساری اولاد در اولاد کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

مکرم منصور احمد صاحب امیر ضلع حیدر آباد

میرے پیارے بھائی مکرم مبارک احمد صاحب ندیم

میرے پیارے بھائی مکرم مبارک احمد ندیم صاحب 23 دسمبر 2005ء کو جبکہ عاجز قادیان میں تھا کئی ماہ کی علالت کے بعد میر پور خاص میں وفات پا کر خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ان سے 10 دن قبل میری والدہ محترمہ وفات پا گئی تھیں۔ والدہ کی وفات پر بیماری کی حالت میں آئے تھے۔آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور لب پر یہ گواہی تھی "عظیم ماں تھیں" بھائی نے خوش قسمتی سے دو قبروں کے فرق سے اس عظیم ماں کے قدموں میں جگہ پائی۔ وہ شب بیدار مادر مہربان جس نے اپنا آرام تج کر تمام تر توانائیاں ہماری تعلیم و تربیت کے لئے وقف رکھیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت میری والدہ اور بھائی مبارک احمد ندیم کی نمازہ جنازہ جلسہ قادیان 2005ء کے موقع پر پڑھائی۔ اس سے یقیناً بھائی کی روح کو تسکین ملی ہوگی خود اس کا اپنا شعر ہے۔

ہر روز ہوا کے دوش پہ آواز جو ان کی آتی ہے
کچھ درد کا درماں ہوتا ہے کچھ روح کا ساماں ہوتا ہے

مبارک احمد نے ابتدائی تعلیم ڈینی سرفارم ضلع میر پور خاص میں حاصل کی اور پھر کچھ عرصہ ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کی سعادت پائی۔ جہاں آپ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔حضور انور کے ہم جماعت ہونے کے حوالہ سے اکثر ذکر کیا کرتے تھے کہ حضور کے بچپن کے زمانہ میں بھی ان کا یہی خیال تھا کہ آپ ضرور بڑے آدمی بنیں گے۔

میں نے جب تعلیم الاسلام ہائی سکول بشیر آباد میں ملازمت شروع کی تو مبارک احمد نے یہاں داخلہ لے لیا اور فرسٹ ڈویژن میں نہ صرف میٹرک پاس کیا بلکہ سکول بھر میں اول رہا۔کنری میں میرے والد صاحب کے ایک نہایت ہی مخلص اور درویش صفت دوست مولوی عبدالکریم صاحب ہوا کرتے تھے۔ ان کی کرم فرمائی سے کنری کامرس بینک میں جگہ مل گئی جو بعد میں یونائیٹڈ بینک میں ضم ہوگیا۔ مبارک احمد ٹائپسٹ کی حیثیت سے ملازم ہوا تھا۔ ہر شعبہ زندگی کی طرح اپنے پیشہ سے وفا اور لگن کا بہت گہرا تعلق تھا اور اسی جذبہ کے تحت ایک نظم لکھ ڈالی۔ ع

ٹائپ رائٹر بھی مرا دھم دھم مچاتا ہے یہ شور

نظم بینک کے جرنل میں شائع ہوئی اور افسران نے توصیفی خطوط لکھ کر حوصلہ افزائی کی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات سے وہ جلد جلد منزلیں طے کرتے گئے اور AVP کے عہدہ تک ترقی پائی۔

احمدیت اور خلافت سے گہرا عشق تھا جہاں بھی رہے سب سے پہلے MTA لگوایا اور ایسے وقتوں میں جب MTA خال خال تھا ان کے گھر شمع خلافت کے پروانے جمع ہوتے تھے۔ مبارک احمد اور ان کی اہلیہ حضرت مسیح موعود کے مہمانوں کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ دن ان روحانی لذتوں سے معمور رہتا اور رات کو اپنے محبوب امام کی یاد میں اشکوں کے دھارے بہہ نکلتے۔

اشکوں کا ہماری پلکوں پر ہر رات چراغاں ہوتا ہے
جذبات کے دھاروں میں بہتا اک پیار کا طوفاں ہوتا ہے
اک آس لگائے بیٹھے ہیں آخر تو وہ آ ہی جائیں گے
امید سے آنکھیں روشن ہیں اور دل میں چراغاں ہوتا ہے

اچھا شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ آواز بھی بہت ہی اچھی پائی تھی۔ جلسوں اور اجتماعات پر جب نظم پڑھتے تھے۔ اک سماں بندھ جاتا تھا اور وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ میں نے ایک جلسہ میں ان سے حضرت مصلح موعود کی یہ نظم سنی تھی جس کی یاد آج تک قلب و ذہن میں محفوظ ہے۔

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا راہنما ہے

مبارک احمد خلافت جوبلی سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ لیکن انہوں نے اپنے شعور اور خداداد بصیرت کی آنکھ سے مستقبل کی فتوحات کو روز روشن کی طرح عیاں دیکھ لیا تھا۔

پیام مہدی دوراں کے چشمے پھوٹ نکلے ہیں
ہواؤں اور فضاؤں میں نمی معلوم ہوتی ہے
گواہی چاند اور سورج نے دی ہے اک اجالے کی
مجھے دم توڑتی ہر تیرگی معلوم ہوتی ہے
میری آنکھوں میں ہے نور سحر کا دلنشیں منظر
سحر فضل خدا سے پھوٹتی معلوم ہوتی ہے

مبارک احمد نماز بہت سنوار کر پڑھتے تھے۔ محترم امیر صاحب کی زیر ہدایت جب ان کے گھر پہ نماز سنٹر بنایا گیا تو بطور خاص بروقت اہتمام کرتے تھے۔ نظام جماعت اور امیر کی اطاعت میں ہر لحاظ سے نمایاں تھے۔ محترم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب سے دوسرے سب احمدیوں کی طرح ان کا بھی پیار اور وفا کا گہرا تعلق تھا۔

میرے پیارے بھائی والدین اور سب بہن بھائیوں سے بہت پیار کرتے تھے اور سب کے حقوق کا خیال رکھتے تھے۔ دعوت حق کے لئے بہت اشتیاق تھا اور اس خاطر ہر نوع کے وسائل مہیا کرنے میں تعاون کرتے تھے۔ آپ بہت خلیق، ملنسار اور خوش طبع انسان تھے۔ آپ کی وفات پر تعزیت کے لئے آنے والے سب احمدی اور غیر از جماعت احباب نے آپ کے اعلیٰ اخلاق اور اچھی یادوں کا کثرت سے تذکرہ کیا۔ آپ دوسروں کے دکھ درد میں کام آ کر خوشی محسوس کرتے تھے۔

مبارک احمد کی پہلی شادی مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری محمد خان صاحب آف نبی سر روڈ سے ہوئی۔ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ بھائی کی زندگی میں وفات پا گئیں۔ ان کی دوسری شادی مکرمہ صبیحہ مخزن صاحبہ بنت ڈاکٹر محمد احمد صاحب آف دارالنصر ربوہ سے ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس وقت ناظر اعلیٰ تھے۔ ازراہ شفقت آپ اور خاندان حضرت مسیح موعود کے بابرکت وجود اس شادی میں شامل ہوئے۔ مبارک احمد کی 3 بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے جو اپنے گھروں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش و خرم ہیں۔ سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ نائلہ فرحت جو ہمارے سب سے چھوٹے بھائی منور احمد کے پاس رہتی ہیں۔ دو بیٹے ہیں ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے والے ہوں۔

احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم بھائی کے درجات بلند فرمائے اور ان کی آئندہ نسلوں میں صدق و وفا رکھنے والے باصفا وجود پیدا ہوں جو ہمیشہ دامن خلافت سے چمٹے رہنے والے ہوں۔ آمین

مکرم عطاء النور صاحب

حضرت مسیح موعود کی علم فلکیات کے متعلق رہنمائی

حضرت مسیح موعود ''سرمہ چشم آریہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''دوسرا دروازہ معرفت الٰہی کا جو قرآن شریف میں نہایت وسیع طور پر کھلا ہوا ہے دقائق علمیہ ہیں جس کو بوجہ خارق عادت ہونے کے علمی اعجاز کہنا چاہئے۔ وہ علوم کئی قسم کے ہیں...... پھر علاوہ اس کے قرآن شریف نے تائید دین میں اور اور علوم سے بھی اعجازی طور پر خدمت لی ہے اور منطق اور طبعی اور فلسفہ اور ہیئت اور علم نفس اور طبابت اور علم ہندسہ اور علم بلاغت و فصاحت وغیرہ علوم کے وسائل سے علم دین کا سمجھانا ....غرض طفیلی طور پر یہ سب علوم خدمت دین کے لئے بطور خارق عادت قرآن شریف میں اس عجیب طرز سے بھرے ہوئے ہیں جن سے ہر یک درجہ کا ذہن فائدہ اٹھا سکتا ہے۔''

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 ص 74-75)

کیا عجب تو نے ہر اِک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

سیدنا حضرت مسیح موعود نے قرآنی نکتہ نگاہ سے علم فلکیات پر نہایت لطیف روشنی ڈالی ہے۔ نموناً چند اقتباسات پیش ہیں۔

حضور فرماتے ہیں:۔

جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں۔ وہ روحانی اور ابدی طور پر خداتعالیٰ میں موجود ہیں اور خداتعالیٰ نے یہ بھی ہم پر کھول دیا ہے کہ سورج وغیرہ بذات خود کچھ چیز نہیں ہیں۔ یہ اسی کی طاقت زبردست ہے۔ جو پردہ میں ہر ایک کام کر رہی ہے۔ وہی ہے جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے۔ جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں خود داخل ہو کر ان کو منور کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے۔ وہی ہے جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈال کر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا مظہر بنا دیتا ہے اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے۔ اسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو سیراب کر دیتی ہے۔ اسی کی طاقت آگ میں ہو کر جلاتی ہے اور ہوا میں ہو کر دم کو تازہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے۔ یہ اسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اٹھا رہی ہے۔ مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں بلکہ مخلوق۔ مگر ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے۔ اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے۔ مگر قلم نہیں لکھتی۔ بلکہ ہاتھ لکھتا ہے۔ یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑا جو آگ میں پڑ کر آگ کی شکل بن گیا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے۔ مگر دراصل وہ صفات اس کی نہیں بلکہ آگ کی ہیں۔ اسی طرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جس قدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے۔ یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو ان میں پائی جاتی ہیں۔ خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتداء میں اسی کے کلمے تھے جو اس کی قدرت نے ان کو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کرے گا۔ کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے۔ کیا خدا ان کے علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا۔ مگر اس کو سوچنا چاہئے کہ آفتاب سے جو ایک آتشی شیشی آگ حاصل کرتی ہے۔ وہ آگ کچھ آفتاب میں سے کم نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فربہی آتی ہے وہ چاند کو دبلا نہیں کر دیتی۔ یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید اور تمام روحانی امور کا مرکز ہے کہ خدا کلمات سے ہی دنیا کی پیدائش ہے۔ جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا۔ تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ وید نے جو کچھ آگ کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور استت کی اس کا بھی یہی مقصد ہو گا کہ الٰہی طاقت ایسے شدید تعلق سے ان کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اس کے مقابل وہ سب اجرام بطور چھلکے کے ہیں اور وہ مغز ہے اور سب صفات اسی کی طرف رجوع کرتی ہیں۔ اس لئے اسی کا نام آگ رکھنا چاہئے اور اسی کا نام پانی اور اسی کا نام ہوا۔ کیونکہ ان کے فعل ان کے فعل نہیں۔ بلکہ یہ سب اس کے فعل ہیں اور ان کی طاقتیں ان کی طاقتیں نہیں۔ بلکہ یہ سب اس کی طاقتیں ہیں۔ جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں کہ الحمدللّٰہ رب العلمین اسی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مختلف رنگوں اور پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لئے زمین و آسمان کی چیزیں کام کر رہی ہیں۔ یہ وہ نہیں کام کرتیں بلکہ خدائی طاقت ان کے نیچے کام کر رہی ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا صرح ممرد ....یعنی دنیا ایک شیش محل ہے۔ جس کے شیشوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہیں۔ حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے اور جیسا کہ قرآن شریف میں ایک تیسری جگہ بھی فرمایا۔ وحملنا ھم ....یعنے یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہیں اٹھاتی ہے۔ یا کشتیاں دریا میں تمہیں اٹھاتی ہیں۔ بلکہ ہم خود تمہیں اٹھا رہے ہیں۔

(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 423 تا 426)

پھر فرمایا

وہ خدا جس نے اس قدر بڑے بڑے اجرام آسمان میں پیدا کئے جیسے سورج اور چاند اور اس قدر ستارے پیدا کئے جن کا اب تک انسانوں کو پتہ نہیں لگا۔...... جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور ان کی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادۂ الٰہی سے اور اس کے اشارہ سے ہی سب کچھ ہو گیا۔ تو میری روح بے اختیار بول اٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے۔ تیرے کام کیسے عجیب اور وراء العقل ہیں۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزوں کو کس مادہ سے بنایا۔

(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 424۔425)

خلق آدم اور زحل کی تاثیرات

صبح کی سیر کے وقت حضرت اقدس نے فرمایا:

آدم علیہ السلام عصر کے وقت چھٹے دن پیدا ہوا تھا۔ اس وقت مشتری کا دورہ ختم ہو کر زحل کا شروع ہونے والا تھا۔ چونکہ زحل کی تاثیرات خونریزی اور سفاکی ہیں، اس لئے ملائکہ نے اس خیال سے کہ یہ زحل کی تاثیرات کے اندر پیدا ہوگا۔ یہ کہا۔ اتجعل فیھا ....(البقرہ:31) اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس طرح انسان ارضی تاثیرات اور بوٹیوں کے خواص سے واقف ہوتا ہے۔ اسی طرح پر آسمانی مخلوق آسمانی تاثیرات سے باخبر ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 387)

زمانہ جاہلیت میں شہب کا گرنا

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

امام احمد بن عباس سے روایت ہے کہ شہب جاہلیت کے زمانہ میں بھی گرتے تھے لیکن ان کی کثرت اور غلاظت بعثت کے وقت ہوئی جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے وقت جب کثرت سے شہب گرے تو اہل طائف میں سے کسی نے کہا کہ ستاروں کی قرارگاہوں کو دیکھو۔ اگر وہ اپنے محل اور موقعہ سے ٹل گئے ہیں تو آسمان کے لوگوں پر کوئی تباہی آئی ہے ورنہ یہ ایک نشان ہے جو آسمان پر ظاہر ہوا ہے ابن ابی کبشہ کی وجہ سے ہے (آنحضرت ﷺ کو عرب شرارت کی وجہ سے ابن ابی کبشہ کہتے تھے) مراد یہ کہ تارے ٹوٹنے سے مراد عظیم الشان آدمی پیدا ہونا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 105-106)

حضرت مسیح موعود کی علوم فلکیات سے دلچسپی کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کرتا چلوں جو حضور نے اپنی کتاب دافع الوساوس روحانی خزائن جلد 5 کے صفحہ 110 تا 111 کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے۔

''شہب ثاقبہ کا تماشا جو 28 نومبر 1885ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے عام اخباروں میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا۔ لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ بے فائدہ تھا۔ لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشا کے دیکھنے والا اور پھر اس سے حظ اور لذت اٹھانے والا میں ہی تھا۔ میری آنکھیں بہت دیر تک اس تماشا کے دیکھنے کی طرف لگی رہیں۔''

حضور سورۃ الحاقۃ کی آیات 17، 18 کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

وانشقت السماء ....یعنی جب قیامت واقع ہوگی تو آسمان پھٹ جائے گا اور ڈھیلا اور سست ہو جائے گا اور اس کی قوتیں جاتی رہیں گی کیونکہ فرشتے جو آسمان اور آسمانی اجرام کے لئے جان کی طرح تھے وہ سب تعلقات کو چھوڑ کر کناروں پر چلے جائیں گے اور اس دن خداتعالیٰ کے عرش کو آٹھ فرشتے اپنے سر پر اور کاندھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ درحقیقت آسمان کی بقا باعث ارواح کے ہے یعنی ملایک کے جو آسمان اور آسمانی اجرام کے لئے بطور روحوں کے ہیں اور جیسے روح بدن کی محافظ ہوتی ہے اور بدن پر تصرف رکھتی ہے۔ اسی طرح بعض ملایک آسمان اور آسمانی اجرام پر تصرف رکھتے ہیں اور تمام اجرام سماوی ان کے ساتھ ہی زندہ ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے صدور افعال کواکب ہے پھر جب وہ ملایک جان کی طرح اس قالب سے نکل جائیں گے تو آسمان کا نظام ان کے نکلنے سے درہم برہم ہو جائے گا جیسے جان کے نکل جانے سے قالب کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے پھر ایک اور آیت قرآن کریم کی بھی اسی مضمون پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے............سورۃ الملک الجزو نمبر 29 یعنی ہم نے سماء الدنیا کو ستاروں کے ساتھ زینت دی ہے اور ستاروں کو ہم نے رجم شیاطین کے لئے ذریعہ ٹھہرایا اور پہلے اس سے نص قرآنی سے ثابت ہو چکا ہے کہ آسمان سے زمین تک ہر ایک امر کے مقسم اور مدبر فرشتے ہیں اور اب یہ قول اللہ جلشانہ کا کہ شہب ثاقبہ کو چلانے والے وہ ستارے ہیں جو سماء الدنیا میں ہیں۔ بظاہر منافی اور مبائن ان آیات سے دکھائی دیتا ہے۔ جو فرشتوں کے بارے میں آئی ہیں لیکن اگر بنظر غور دیکھا جائے تو کچھ منافی نہیں کیونکہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ فرشتے آسمان اور آسمانی اجرام کے لئے بطور جان کے ہیں اور ظاہر ہے کہ کسی شے کی جان اس شے سے جدا نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے خداتعالیٰ نے قرآن کریم کے بعض مقامات میں رمی شہب کا فاعل فرشتوں کو ٹھہرایا اور بعض دوسرے مقامات میں اسی رمی کا فاعل ستاروں

کوٹھہرا دیا۔ کیونکہ فرشتے ستاروں میں اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ جیسا کہ جان بدن میں اپنا اثر ڈالتی ہے۔ تب وہ اثر ستاروں سے نکل کر ان ارضی بخارات پر پڑتا ہے جو شہاب بننے کے لائق ہوتے ہیں تو وہ فی الفور قدرت خدا تعالیٰ سے مشتعل ہو جاتے ہیں اور فرشتے ایک دوسرے رنگ میں شہب ثاقبہ سے تعلق پکڑ کر اپنے نور کے ساتھ یمین اور یسار کی طرف ان کو چلاتے ہیں اور اس بات میں تو کسی فلسفی کو کلام نہیں کہ جو کچھ کائنات الجو یا زمین میں ہوتا ہے علل ابتدائیہ ان کے نجوم اور تاثیرات سماوی ہی ہوتی ہیں۔ ہاں اس دوسرے دقیق بھید کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا کہ نجوم کے قویٰ فرشتوں سے فیضیاب ہیں۔ اس بھید کو اول قرآن کریم نے ظاہر فرمایا اور پھر عارفوں کو اس طرف توجہ پیدا ہوئی۔ غرض اس آیت سے بھی منقولی طور پر یہی ثابت ہوا کہ فرشتے نجوم اور آسمانی قویٰ کے لئے جان کی طرح ہیں۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کبھی نجوم کا فعل فرشتوں کی طرف منسوب کیا ہے اور کبھی فرشتوں کا فعل نجوم کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب کہ قرآن کریم کی تعلیم کی رو سے فرشتے نجوم اور شمس اور قمر اور آسمان کے لئے جان کی طرح ہیں اور قیام اور بقا ان تمام چیزوں کا فرشتوں کے تعلق پر موقوف ہے اور ان کے ارجاء کی طرف کھسک جانے سے تمام اجرام ستاروں اور شمس وقمر اور آسمان کو موت کی صورت پیش آتی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 138 تا 144 حاشیہ)

سمٰوٰت کی حقیقت

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

آجکل کے علم ہیئت کے محققین جو یورپ کے فلاسفر ہیں جس طرز سے آسمانوں کے وجود کی نسبت خیال رکھتے ہیں درحقیقت وہ خیال قرآن کریم کے مخالف نہیں کیونکہ قرآن کریم نے آسمانوں کو نرا پول تو نہیں ٹھہرایا لیکن اس سماوی مادہ کو جو پول کے اندر بھرا ہوا ہے صلب اور کثیف اور متعسر الخرق مادہ بھی قرار نہیں دیا بلکہ ہوا یا پانی کی طرح نرم اور کثیف مادہ قرار دیا جس میں ستارے تیرتے ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے کل فی فلک یسبحون۔ ہاں یونانیوں نے آسمانوں کو اجسام کثیفہ تسلیم کیا ہوا ہے اور پیاز کے چھلکوں کی طرح تہ بہ تہ ان کو مانا ہے اور آخری تہ کا آسمان جو تمام تہوں پر محیط ہو رہا ہے جمیع مخلوقات کا انتہا قرار دیا ہے جس کو وہ فلک الافلاک اور محدد بھی کہتے ہیں جو ان کے زعم میں معہ تین اور آسمانوں کے جن کا نام مدیر اور جوزہر اور مائل ہے مشرق سے مغرب کی طرف گردش کرتا ہے اور باقی آسمان مغرب سے مشرق کی طرف گھومتے ہیں اور ان کے گمان میں فلک محدد معمورہ عالم کا منتہا ہے جس کے پیچھے خلا ملا نہیں۔ گویا خدا تعالیٰ نے اپنے ممالک مقبوضہ کی ایک دیوار کھینچی ہوئی ہے جس کا ماورا کچھ بھی نہیں۔ نہ خلا نہ ملا۔

یونانیوں کی اس رائے پر جس قدر اعتراض وارد ہوتے ہیں وہ پوشیدہ نہیں۔ نہ صرف قیاسی طور پر بلکہ تجربہ بھی ان کا مکذب ہے۔ جس حالت میں آجکل کے آلات دوربین نہایت دور کے ستاروں کا بھی پتہ لگاتے ہیں اور چاند اور سورج کو ایسا دکھا دیتے ہیں کہ گویا وہ پانچ چار کوس پر ہیں۔ تو پھر تعجب کا مقام ہے کہ باوجودیکہ آسمان یونانیوں کے زعم میں ایک کثیف جوہر ہے اور ایسا کثیف جو قابل خرق والتیام نہیں اور اس قدر بڑا کہ گویا چاند اور سورج کو اس کی ضخامت کے ساتھ کچھ بھی نسبت نہیں۔ پھر بھی وہ ان دوربین آلات سے نظر نہیں آسکا۔ اگر دور کے آسمان نظر نہیں آتے تھے تو سماء الدنیا جو سب سے قریب ہے ضرور نظر آ جانا چاہئے تھا۔ پس کچھ شک نہیں کہ جو یونانیوں نے عالم بالا کی تصویر دکھائی ہے وہ صحیح نہیں اور اس قدر اعتراض اس پر پیدا ہوتے ہیں کہ جن سے مخلصی حاصل کرنا ممکن ہی نہیں لیکن قرآن کریم نے جو سمٰوٰت کی حقیقت بیان کی ہے وہ نہایت صحیح اور درست ہے جس کے ماننے کے بغیر انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا اور اس کی مخالفت میں جو کچھ بیان کیا جائے وہ سراسر ناواقفی یا تعصب پر مبنی ہوگا۔ قرآن کریم نہ آسمانوں کو یونانی حکماء کی طرح طبقات کثیفہ ٹھہراتا ہے اور نہ بعض نادانوں کے خیال کے موافق نرا پول جس میں کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ شق اول کی معقولی طور پر غلطی ظاہر ہے جس کی نسبت ہم ابھی بیان کر چکے ہیں اور شق دوم یعنے یہ کہ آسمان کچھ بھی وجود مادی نہیں رکھتا۔ نرا پول ہے استقرا کی رو سے سراسر غلط ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر ہم اس فضا کی نسبت جو چمکتے ہوئے ستاروں تک ہمیں نظر آتا ہے بذریعہ اپنے تجارب استقرائیہ کے تحقیقات کرنا چاہیں تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ سنت اللہ یا قانون قدرت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی فضا کو محض خالی نہیں رکھا۔ چنانچہ جو شخص غبارہ میں بیٹھ کر ہوا کے طبقات کو چیرتا چلا جاتا ہے وہ شہادت دے سکتا ہے کہ جس قدر وہ اوپر کو چڑھا اس نے کسی حصہ فضا کو خالی نہیں پایا۔ پس یہ استقرا ہمیں اس بات کے سمجھنے کے لئے بہت مدد دے سکتا ہے کہ اگرچہ یونانیوں کی طرح آسمان کی حد بست ناجائز ہے مگر یہ بھی تو درست نہیں ہے کہ آسمانوں سے مراد صرف ایک خالی فضا اور پول ہے جس میں کوئی مخلوق مادہ نہیں ہم جہاں تک ہمارے تجارب رویت رسائی رکھتے ہیں کوئی مجرد پول مشاہدہ نہیں کرتے پھر کیونکر خلاف اپنی مستمر استقراء کے حکم کر سکتے ہیں کہ ان مملو فضاؤں سے آگے چل کر ایسے فضاء بھی ہیں جو بالکل خالی ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 138)

یورپ کے ہیئت دان اور سائنس اور نجوم میں بڑی بڑی لافیں مارنے والے ہمیشہ کائنات الجو اور ان نتائج کے بارہ میں پیشگوئیاں ایک بڑے دعوے کے ساتھ شائع کیا کرتے ہیں اور کبھی لوگوں کو قحط سالیوں سے ڈراتے اور طوفانوں اور آندھیوں کی پیش خبری سے دھڑکے میں ڈالتے ہیں اور کبھی بروقت کی بارشوں اور اوزانی کی امیدیں دیتے ہیں۔ مگر قدرت حق ہے کہ اکثر وہ ان خبروں میں جھوٹے نکلتے ہیں مگر بایں ہمہ پھر بھی لوگوں کے دماغوں کو ناحق پریشان کرتے رہتے ہیں۔ یوں تو وہ اپنے فکروں کو دور تک پہنچا کر خدائے عزوجل کی خدائی میں ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں مگر حکمت ازلی ہمیشہ ان کو شرمندہ کرتی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 118)

مذہب اور سائنس

ایک مرتبہ ایک مغربی پروفیسر جس کا نام ریگ تھا حضرت مسیح موعود سے ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ آپ نے اس کے ساتھ گفتگو میں فرمایا۔

''یہی تو ہمارا کام ہے اور یہی تو ہم ثابت کر رہے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں۔ بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے اور سائنس خواہ کتنی ہی عروج پکڑ جاوے مگر قرآن کی تعلیم اور اصول (دین) کو ہرگز ہرگز نہیں جھٹلا سکے گی۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 671)

پھر ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا۔

''بڑا فتنہ اس زمانے کا دہریت والی سائنس ہے۔ خدانخواستہ اگر اس کو دیرپا مہلت مل گئی تو پھر ساری دنیا دہریہ ہونے کو آمادہ ہو جائے گی۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 300)

پھر فرماتے ہیں۔

اس وقت خدا تعالیٰ نے مذہبی امور کو قصے اور کتھا کے رنگ میں نہیں رکھا ہے، بلکہ مذہب کو ایک سائنس (علم) بنا دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ زمانہ کشف حقائق کا زمانہ ہے۔ جبکہ ہر بات کو علمی رنگ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ میں اس لئے ہی بھیجا گیا ہوں کہ ہر اعتقاد کو اور قرآن کریم کے قصص کو علمی رنگ میں ظاہر کروں۔

(ملفوظات جلد 2 ص 174)

مکرم عبدالباسط قمر صاحب

حضرت مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری درویش

شمع احمدیت کے وہ پرانے جنہوں نے اپنی زندگی اشاعت دین کے لئے وقف کردی اور 1947ء کے خطرناک طوفان کے وقت چٹان کی طرح مرکز سلسلہ میں خدمت پر معمور رہے اور جنہوں نے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر دین کے نام کو بلند کرنے کی کوشش جاری رکھی۔ ان میں سے ایک نہایت قابل قدر وجود جید عالم دین حضرت مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری درویش کا تھا۔ آپ ضلع گوجرانوالہ پنجاب (حال پاکستان) بمقام بقاپور میں 14 اگست 1920 کو پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب بقاپوری کے فرزند تھے جن کو حضرت مسیح موعود سے ملاقات اور پھر تحریری بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ مشہور و معروف جلیل القدر رفیق حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے بھتیجے تھے۔

آپ 1940ء میں مدرسہ احمدیہ میں استاذ مقرر ہوئے جبکہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان تھے۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی خاص شفقت آپ پر تھی اور آپ کے ذمہ بورڈنگ کے ٹیوٹر اور دیگر ڈیوٹیاں تھیں جن کو احسن رنگ میں نبھانے کی توفیق ملی۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی زیرنگرانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے صاحبزادگان کی دینی تعلیم کے لئے جو خصوصی کلاس کا اجراء ہوا تھا اُس کلاس کو پڑھانے کا بھی آپ کو شرف حاصل ہوا۔ 20 فروری 1944ء کو ہوشیارپور میں جو عظیم الشان تاریخی جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا تھا۔ اُس میں مرکز کی طرف سے حاضرین کے قیام وطعام کے انتظامات کیلئے آپ کو ہوشیارپور بھجوایا گیا۔ ان انتظامات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور آپ کے لئے دعا فرمائی۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی معیت میں ڈلہوزی اور دیگر مقامات کے سفر پر جانے کا بھی شرف حاصل ہوا۔

عرصہ درویشی میں ناظر ضیافت۔ معاون ناظر اعلیٰ۔ معاون ناظر دعوت الی اللہ۔ آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان۔ ایڈیٹر اخبار بدر کے عہدوں پر فائز رہے۔ نیز صدر انجمن احمدیہ۔ قضاء بورڈ۔ مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کے ممبر رہے۔

فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ سے ایک مقالہ ''معبود حقیقی'' پر انعام پایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کی خدمات پر اظہار خوشنودی میں فرمایا:

''آپ قادیان میں خدمت دین اور خدمتِ احمدیت میں چوبیس گھنٹے مصروف ہیں''

(الفضل 5 فروری 1968)

مورخہ 5 نومبر 1987 کو اچانک اس دار جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم سابق امیر جماعت قادیان نے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں کثیر احباب کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرہ بہشتی قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کی وفات پر فرمایا:۔

''مولانا مرحوم ایک مخلص واقف زندگی اور انتھک داعی الی اللہ تھے۔ انہوں نے جماعت کی وفاداری اور سرگرمی سے خدمت کی ہے۔ اُن کی کمی شدّت سے محسوس کی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو دائمی سلامتی بخشے۔ آمین''

(اخبار بدر قادیان 19 نومبر 1987ء)

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم امان اللہ صاحب بلوچ معلم وقف جدید 51/12 ایم بی ضلع خوشاب تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے فاران احمد واقف نو نے بفضل اللہ تعالیٰ سات سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ مورخہ 5 نومبر 2009ء کو احمدیہ بیت الذکر خوشاب میں معلمین ومربیان کرام کی ضلعی میٹنگ پر تقریب آمین ہوئی۔ مکرم احسان اللہ چیمہ صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مقامی نے بچے سے قرآن کریم سنا اور دعا کروائی۔ موصوف مکرم حافظ عبدالخالق صاحب بستی سہرانی ضلع ڈیرہ غازی خان کا پوتا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو قرآن کریم سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم مظفر احمد صاحب دارالنصر شرقی محمود ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے خاکسار کے بیٹے مکرم نعمان احمد صاحب زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالنصر شرقی محمود ربوہ اور بہو مکرمہ نادرہ نورین صاحبہ کینیڈا کو مورخہ 10 جنوری 2010ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ بچی کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت تابینا احمد عطا فرمایا ہے۔ اور وقف نو کی بابرکت تحریک میں قبول فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری ادریس احمد صاحب مرحوم سابق ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی نواسی اور مکرم محمد شریف صاحب سابق کارکن نظارت امور عامہ حال جرمنی کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک، صالحہ، دین کی خادمہ، درازی عمر والی اور ماں باپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم انور ندیم علوی صاحب ایڈووکیٹ دارالنصر غربی اقبال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے بھتیجے مکرم طاہر لطیف علوی صاحب قائد خدام الاحمدیہ دوڑ کو مورخہ 15 جنوری 2010ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تہمینہ ہادیہ عطا فرمایا ہے۔ بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ مکرم عبداللطیف صاحب علوی ڈسٹرکٹ ایجوکیشنل آفیسر (ر) کی پوتی اور مکرم چودھری بشارت الرحمٰن جٹ سرا صاحب آف L-6/11 ساہیوال کی نواسی ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت وعمر عطا فرمائے اور خادمہ دین بنائے۔ نیز ماں باپ کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ آمین

سانحہ ارتحال وشکریہ احباب

مکرم چوہدری نسیم احمد سیفی صاحب تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے خالہ زاد بھائی مکرم عطاء القدوس صاحب ملہی ابن مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب ملہی دارالنصر غربی اقبال ربوہ بعمر 35 سال 17 جنوری 2010ء کو دفتر ڈیوٹی پر جاتے ہوئے ایک حادثہ ہو جانے کے باعث موقع پر ہی وفات پا گئے۔ مورخہ 18 جنوری 2010ء کو بعد نماز عصر بیت المبارک میں آپ کی نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ نے پڑھائی اور قبرستان عام میں امانتاً تدفین ہونے کے بعد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے دعا کروائی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے انتہائی حلیم طبع، ملنسار، منکسر المزاج، ہمدرد، باہمت اور پنجوقتہ نماز کے پابند تھے۔ محلّہ میں دو سال بطور زعیم خدام الاحمدیہ خدمات سرانجام دینے کی توفیق حاصل ہوئی۔ مرحوم اس وقت وکالت مال اول تحریک جدید شعبہ کمپیوٹر میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ مرحوم مکرم نصر اللہ خان صاحب ملہی مرحوم مربی سلسلہ کے چھوٹے بھائی اور محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب مرحوم سابق ناظر امور عامہ کے بھانجے تھے۔ پسماندگان میں مرحوم نے ضعیف والدین، چھ بھائی اور ایک بہن کو سوگوار چھوڑا ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

وفات سے تاحال کثیر احباب نے بالمشافہ اور بہت سے دوست احباب کے پیغامات تعزیت بذریعہ فون وغیرہ ہم پسماندگان کو موصول ہو رہے ہیں جو ہمارے غم میں شریک ہو کر ہماری ڈھارس بندھا رہے ہیں۔ ہم سب اہل خانہ ان تمام احباب کے تہہ دل سے شکرگزار ہیں اور بذریعہ الفضل تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم مجید احمد باجوہ صاحب دارالصدر غربی لطیف ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری ناصر احمد باجوہ صاحب ولد مکرم چوہدری بشیر احمد باجوہ صاحب داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ 15 جنوری 2010ء کو بعارضہ قلب وفات پا گئے۔ مرحوم موصی تھے۔ اسی روز بعد نماز جمعہ، بیت مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔ مرحوم ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور اور تہجد گزار تھے۔ ایک لمبا عرصہ تک اپنی جماعت کے صدر رہے۔ مرحوم نے اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر عبدالسلام

تیسری دنیا اور خاص طور پر پاکستانی سائنس میں ڈاکٹر عبدالسلام کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ واحد پاکستانی سائنس دان ہیں جنہوں نے نوبیل انعام حاصل کیا یہ انعام انہیں طبیعات کے اور شاید سائنس کے بھی مشکل ترین نظریے پر تحقیق کے سبب ملا۔

ڈاکٹر عبدالسلام 29 جنوری 1926ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے جامعہ پنجاب سے ایم ایس سی کیا اور پھر 1952ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے نظری طبیعات میں پی ایچ ڈی کیا۔ کچھ عرصہ وہ جامعہ پنجاب اور گورنمنٹ کالج لاہور میں ریاضی پڑھاتے رہے۔ پھر وہ کیمبرج یونیورسٹی سے منسلک ہوئے۔ جہاں وہ شعبہ ریاضی کے سربراہ کے عہدے تک پہنچے۔ 1958ء میں جامعہ پنجاب نے انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی۔ انہوں نے متعدد انعامات حاصل کئے جن میں ہاپکنز پرائز کیمبرج، ایڈمز پرائز کیمبرج میکس ویل میڈل اور اقوام متحدہ کا ایٹم انعام برائے امن ملا۔

1975ء میں ان کا نام پہلی مرتبہ طبیعات کے نوبیل انعام کے لئے زیر غور آیا۔ تاہم انہیں یہ انعام اس سال تو نہیں البتہ چار سال بعد 1979ء میں ملا۔ اس انعام میں ان کے دو شریک اور بھی تھے جن کے نام سٹیون وینبرگ Steven Weinberg اور شیلڈن لی گلاشو (Sheldon Lee Glashow) تھے۔ یہ دونوں سائنسدان اس نظریے پر کام کے سلسلہ میں بھی ان کے شریک رہے تھے جس پر انہیں نوبیل انعام عطا کیا گیا۔

انہوں نے مساوات کا ایک ایسا نظام تشکیل دیا جسے ہم گاج تھیوری کے نام سے جانتے ہیں۔ اس تھیوری میں حوالے کا ایک فریم، دوسرے اور بالکل مختلف حوالے کے فریم کے لحاظ سے اپنا پیمانہ تبدیل کرلیتا ہے۔ یہ دو مختلف فریم برقی مقناطیسیت اور کمزور نیوکلیائی قوت ہیں۔ یہ دونوں قوتیں ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں اور ان کی وضاحت کے لئے ہمیں حوالے کے بالکل مختلف فریم درکار ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام کو حکومت پاکستان نے بھی نشان امتیاز سے نوازا۔ وہ امپیریل کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی لندن میں نظریاتی طبیعات کے پروفیسر رہے۔ وہ اٹلی کے شہر ٹریسٹے میں واقع نظریاتی طبیعات کے بین الاقوامی مرکز کے بانی تھے۔ 21 نومبر 1996ء کو ان کی وفات کے بعد اب یہ مرکز ان کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث آپ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''ڈاکٹر سلام کی عزت اور مرتبہ کا یہ مقام ہے کہ اگر کوئی کانفرنس ہو رہی ہو اور اس میں روس، امریکہ اور دیگر ممالک کے چوٹی کے سائنسدان شریک ہوں اور یہ (یعنی ڈاکٹر عبدالسلام۔ ناقل) بعد میں کانفرنس ہال میں داخل ہوں تو ...... سارے لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن ان کی اپنی یہ حالت ہے کہ ...... کوئی خیال نہیں کہ میں اتنا بڑا انسان ہوں اور دوسرں میں اور مجھ میں کوئی فرق ہے''۔

(روزنامہ الفضل 22 دسمبر 1996ء ص5)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کی وفات پر 22 نومبر 1996ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

''سائنس کی دنیا میں اتنے بلند مرتبہ تک پہنچنے کے باوجود کامل طور پر خدا کی ہستی کے قائل بلکہ ایک دفعہ مجھے کہہ رہے تھے کہ جب میں کسی سائنسی اجتماع میں جاتا ہوں تو بعض سرگوشیوں کی آواز آتی ہے یہ وہ ہے جو خدا کو مانتا ہے اور بھی سائنسدان اب ماننے لگے ہیں۔ پہلے سے بڑھ گئے ہیں لیکن جس شان کے ساتھ آپ نے خدائے واحد یگانہ کے ایمان کا حق ادا کیا ہے اور جھنڈے کو بلند کیا ہے ویسا کوئی اور سائنسدان اس جیتی دنیا میں آپ کو دکھائی نہیں دے گا اور پھر خدائے واحد یگانہ کی عظمت کے نتیجے میں جو انکسار پیدا ہوتا ہے وہ پوری طرح آپ کی ذات میں ہمیشہ رہا۔ نظام جماعت کے سامنے خادمانہ حیثیت کی حفاظت کی ہے۔

(ماہنامہ خالد دسمبر 1997ء ص11)

گمشدہ سند

مکرم صدیق احمد صاحب ولد مکرم فضل الٰہی صاحب محلّہ نور پور احمد نگر تحریر کرتے ہیں کہ میری بھتیجی ملاحت نصیر بنت مکرم نصیر احمد صاحب احمد نگر کی میٹرک کی اصل سند مورخہ 21 جنوری 2010ء کو ربوہ میں کہیں گم ہوگئی ہے اگر کسی کو ملی ہو تو براہ کرم درج ذیل نمبر پر اطلاع دے کر ممنون فرماویں۔ 0332-7073510

☆......☆......☆

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

بقیہ ازصفحہ 1

عارضی لسٹ اور تدریس کا آغاز

کامیاب امیدواران کی عارضی لسٹ مورخہ 11/اگست 2010ء کو صبح 10 بجے مدرسۃ الحفظ اور نظارت تعلیم کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کر دی جائے گی۔ تدریس کا آغاز مورخہ 16/اگست سے ہوگا حتمی داخلہ 31 دسمبر کے بعد تسلی بخش تدریسی کارکردگی پر دیا جائے گا۔

نوٹ: انٹرویو کیلئے قواعد پر پورا اترنے والے امیدواران کو علیحدہ سے کوئی اطلاع نہیں بھجوائی جائے گی۔

مدرسۃ الحفظ شکور پارک نزد نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ

فون: 047-6213322

(پرنسپل مدرسۃ الحفظ ربوہ)

خبریں

صدر کو استثنیٰ حاصل، سوئس مقدمات بحال نہیں کر سکتے

وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ صدر کو استثنیٰ حاصل ہے، پارلیمنٹ استثنیٰ ختم کر دے تو صدر کے خلاف سوئس مقدمات کھولنے کو تیار ہیں، اس وقت سوئس مقدمات بحال نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ اداروں کے درمیان تصادم نہیں ہوگا اور جمہوریت خوش اسلوبی سے اپنی راہ پر گامزن رہے گی۔

سندھ میں بلدیاتی انتخابات 90 روز میں جماعتی بنیاد پر ہوں گے

پاکستان پیپلز پارٹی اور متحدہ قومی موومنٹ کے درمیان سندھ میں ناظمین کی جگہ ایڈمنسٹریٹرز کی تقرری، بلدیاتی انتخابات 90 دن کے اندر جماعتی بنیادوں پر کرانے اور دیگر اہم معاملات پر اتفاق ہو گیا ہے اور طے پایا ہے کہ ایڈمنسٹریٹرز کی تقرری کا فیصلہ گورنر اور وزیر اعلیٰ سندھ کریں گے۔

این آر او فیصلے پر عملدرآمد کی یقین دہانی وکلاء کی ہڑتال موخر

حکومت کی جانب سے این آر او فیصلے پر عملدرآمد کی یقین دہانی کے بعد وکلاء نے ملک گیر عدالتی ہڑتال کی کال موخر کر دی ہے۔ وکلاء نے 28 جنوری کی ملک گیر ہڑتال 14 فروری تک موخر کرتے ہوئے حکومت کو این آر او سے متعلق سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کی مہلت دے دی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ حکومت این آر او کیسز کو 5/اکتوبر 2007ء کی پوزیشن پر لے آئے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 29۔ جنوری	
طلوع فجر	5:36
طلوع آفتاب	7:02
زوال آفتاب	12:21
غروب آفتاب	5:41

رینٹل پاور کے 5 منصوبہ ختم 8 پر کام شروع کرنے کی منظوری

وفاقی کابینہ نے کابینہ کے اجلاس میں فوج کی تنخواہوں میں اضافے، رینٹل پاور پراجیکٹس کے پانچ منصوبے ختم اور 8 پر کام شروع کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ وفاقی کابینہ نے رینٹل پاور پراجیکٹس کے بارے میں ایشیائی ترقیاتی بینک کے تجزیاتی رپورٹ کی منظوری دے دی ہے۔

☆......☆......☆

نیا سال مبارک ہو

نئے سال کا کیلنڈر مفت حاصل کریں

NASIR ناصر

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

Ph:047-6212434-6211434

احمدی بھائیوں کے لئے خاص رعایت

FAJAR RENT- A CAR

121-MF زینب ٹاور لنک روڈ ماڈل ٹاؤن لاہور

M.ABID BAIG

Contact No:0333-4301898

داخلہ نرسری کلاسز 2010ء

الصادق اکیڈمی ربوہ

الصادق اکیڈمی ربوہ میں جونیئر وسینئر نرسری میں داخلہ مورخہ 8 فروری سے شروع ہے۔ داخلہ سیٹیں مکمل ہوتے ہی بند کر دیا جائے گا ★ جونیئر نرسری میں داخلہ کیلئے عمر 31 مارچ 2010ء تک اڑھائی تا ساڑھے تین سال جبکہ سینئر نرسری کلاس کیلئے عمر ساڑھے تین سال تا ساڑھے چار سال ہونی چاہئے ★ داخلہ فارم مین آفس دارالرحمت شرقی الف سے مفت دستیاب ہیں ★ داخلہ فارم کے ساتھ برتھ سرٹیفکیٹ کی تصدیق شدہ فوٹو کاپی اور بچے کی تصویر منسلک کریں۔ مزید معلومات کیلئے آفس سے رابطہ کریں۔

مینیجر الصادق اکیڈمی ربوہ

فون نمبر: 6211637-6214434

FD-10